ضبط وترتیب: صاحبزادہ اسامہ سمیع

پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد وارشادات

۱۵نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرت پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین شیخ طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،نماز ظہر سے قبل برادرم مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں حضرت مہتمم صاحب اور دیگر و مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور کچھ دیر قیام فرمایا، بعد میں آپ نے زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ظہر کی امامت فرمائی۔ پھر دارالحدیث کے وسیع ہال میں برادرم مولانا حامد الحق صاحب نے ابتدائی تعارفی کلمات سے مجلس کا آغاز کیا ،بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اسکے بعد حضرت مولانا نقشبندی صاحب نے طویل عالمانہ فاضلانہ خطاب سے طلباء وعلماء اور دوردراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کو ارشادات سے نوازا۔ حضرت کا یہ خطاب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ضبط کیا گیا اب قارئین الحق اور افادہ عامہ کی خاطر الحق میں شامل کیا جارہا ہے............ (ادارہ)

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ابتدائی ترحیبی کلمات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد : فاعوذبالله من الشیطٰن الرجیم بسم اللهالرحمٰن الرحیم كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

میرے انتہائی عزیز طلباء اور مہمانان گرامی!

آج دارالعلوم حقانیہ کیلئے انتہائی خوش قسمتی اور سعادت کا دن ہے کہ حضرت شیخ المشائخ اور ہمارے سلسلہ نقشبندی کے عظیم اسلاف کی نشانی اوران کے مسند نشین حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم دارالعلوم تشریف لائے، میری خود عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت کوزحمت دی جائے تو حضرت کا یہ پہلا دورہ ہے اور تہہ دل سے مسرت ہوئی بہت کم آنا ہوا، اللہ تعالیٰ ان کا آنا دارالعلوم کے لئے مبارک فرمادے، انکی آمد ایک نئی بات نہیں ہے ،حضرت جس سلسلے سے وابستہ ہیں اس سلسلے سے دارالعلوم حقانیہ پہلے دن سے وابستہ رہا ہے اس سلسلہ کے جو عظیم مرشد تھے حضرت قبلہ حضرت مولانا عبدالمالک ان کا دارالعلوم حقانیہ سے ایک نہایت گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ میرے خیال میں پورے پاکستان میں وہ تعلق اور محبت کسی اور جگہ سے نہیں

جودارالعلوم حقانیہ اورحضرت والد ماجد رحمہ اللہ سے تھی حضرت یہاں تشریف لاتے تھے اورکئی کئی دن یہاں رہتے تھے پورے صوبہ کے علماء کا ایک میلہ لگ جاتا تھااورحضرت ایسے واحد پیر تھے جن سے علماء اور مشائخ بیعت ہوتے تھے پیروں کے تو ہزاروں لوگ مرید ہوتے ہیں لیکن عالم کسی کا مرید نہیں ہوتا تو یہ مشائخ اور علماء محدثین اس وقت کے حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب اور بڑے بڑے اکابر جو تھے وہ حضرت سے وابستہ تھے ان کا مجلس سارا علماء اور طلباء کا ہوتا تھااوراس وقت بدقسمتی سے وہ کیفیت نہیں رہی مدارس میں، میں سمجھتا ہوں کہ حضرات اکابر کو اس میدان میں مدارس کو زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ تلاوت آیت اور تعلیم کتاب کیساتھ ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا منصب (یُزَکِّیۡهِ) تزکیۂ نفوس تھا۔ تصوف سلوک اور تزکیہ اس کا سلسلہ مدارس میں کم ہوتا جارہا ہے جو بڑی بدقسمتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مناصب ثلثہ میں سے تعلیم اور تلاوت کتاب کیساتھ تزکیہ بھی ہوتا تھا۔ بحمداللہ حضرت مولانا عبدالمالک نقشبندی رحمہ اللہ خصوصی توجہ دارالعلوم پر ڈالتے تھے اوران کا مقام تقویٰ کا بہت بلند تھا، حضرت یہاں تین دن رہتے تھے چاردن رہتے تھے تو جو بجلی خرچ ہوتی تھی ۱۰، ۱۵ روپے، میرے ساتھ ان کے سارے خطوط کا ذخیرہ ہے جو مکتوبات مشاہیر میں چھپ گیا ہے تو حضرت خط بھیجتے تھے کہ میرے وجہ سے جو مدرسے کا تین چاردن جو بجلی کا خرچہ ہوا ہے وہ بل مجھے بھیج دیئے وہ اس کو نہیں برداشت کرتے تھے کہ دارالعلوم کی بجلی میں خرچ کروں تو ایک خط میں لکھا ہے کہ میرے پاس آج کل پیسے نہیں ہیں حضرت کو لکھا بس چنددن میں کوشش کرتا ہوں کہ دوچار روپے جمع ہوجائیں کہ میں دارالعلوم کو بھیج دوں، کھانے پینے میں ان کا بہت بڑا مقام تھا، احتیاط کے ساتھ اس کے لئے خاص افراد تھے انکے کھانے پینے کیلئے ،ان کو یہ خوف ہوتا کہ کوئی مشتبہ چیز یا مدرسے کی کوئی چیز میرے پیٹ میں نہ چلی جائے۔ یہ بہت بڑے بلند مقام کے لوگ تھے تو ان کا والد صاحب سے تعلق تھا حضرت فرماتے میں ان کا مرید ہوں اور حضرت فرماتے میں آپ کا مرید ہوں دونوں فدا ہوتے تھے ایک دوسرے پر دونوں کا تعلق شیخ اور مرید کا جیسا آپس میں ہوتا تھا ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے کہ میں جوتے سیدھے کرلوں تو ہمیں بچپن سے وہ سعادتیں نصیب ہوئی ہیں کہ سالہا سال حضرت نے نوازا پھراس کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت قبلہ مولانا غلام حبیب نقشبندی رحمہ اللہ جو حضرت کے شیخ ہیں اوران سے بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا فیض پہنچایا پورے عالم میں ان کا بھی بڑا گہرا تعلق رہا پہلے تو حضرت کے ساتھ آتے تھے چاردن خدمت میں وہ بھی لگے رہتے تھے۔ بڑی لاٹھی ہاتھ میں ہوتی اور تمام انتظامات سنبھالتے تھے بعد میں حضرت کو خود اللہ نے بہت بڑے منصب پر بٹھادیا تو انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کیساتھ وہی تعلق استوار رکھا یہاں تک کہ میری جو سیاسی جدوجہد تھی شریعت کے نفاذ کیلئے تو حضرت شفقت فرماتے آخر وقت تک وفات تک وہ اس ساری جدوجہد میں جمعیۃ کے ساتھ شریک تھے اور مجھے بلاتے تھے چکوال، ایک دفعہ میں بالکل پانی پانی ہوگیا جب کہ استقبال

کیلئے پورے شہر کو باہر لائے تھے چکوال سے تین کلومیٹر باہر ہزاروں لوگوں کو لے کر آئے تھے یہ صرف مشن سے تعلق تھا! نفاذ شریعت کی جدوجہد، جہاد افغانستان ان ساری امور میں حضرت آخر تک میرے سر پر دست شفقت رکھتے تھے، اسی سلسلے کے بڑے عظیم بزرگ تھے حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمہ اللہ ان کا بھی یہی تعلق رہا دارالعلوم حقانیہ سے، سب سے گہرا اور دیرینہ تعلق تھا، اللہ تعالیٰ نے تین چار ماہ مجھے مدینہ منورہ میں ان کے گھر میں رہنے کا شرف عطا فرمایا ان کی مجلسوں میں شرکت عطاء فرمائی تو ہر مجلس میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اور دارالعلوم کا ذکر کرتے تھے۔

آج الحمدللہ یہ اللہ کی شان ہے کہ جس کو فضیلت دے دیں ان حضرات کے بڑے سلسلے ہیں اور خلفاء ہیں اور بڑے بڑے سجادۂ نشین ہیں لیکن ان سب میں اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی کو منتخب فرمایا ہے تو ساری نسبتوں کا اجتماع حضرت کے ذات میں ہوا ہے اور حضرت سے اللہ پورے دنیا میں فیض پہنچا رہے ہیں، صرف پاکستان میں نہیں، ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند بھی گئے تو انہوں نے سر آنکھوں پر رکھا، ندوۃ العلماء میں بھی یہی کیفیت تھی پورے ہندوستان کے علماء سمٹ آئے اور حضرت سے بیعت کی کوشش کی اور حضرت کے ارشادات سے مستفید ہوئے۔ افریقہ میں حضرت کا فیض جاری ہے، آج ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو ان کی آمد کی شرف سے نوازا، آپ سب خوش قسمت ہے اور ڈسپلن سے اور نظم وضبط سے ان کی زیارت کریں ان اکابر کی زیارت بذات خود ایک بہت بڑی عبادت ہے اور دھکم پیل نہ کریں، مصافحہ ضروری نہیں ہے تو آپ حضرات اس وقت حضرت کے ارشادات سنیں گے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کے ارشادات میں بڑی تاثیر رکھی ہے، تقریباً پچاس جلدیں اب تک چھپ چکی ہیں کچھ انکی خطبات کی، اور پوری دنیا میں فیض الحمدللہ جاری ہے تو میں حضرت کو دل کی گہرائیوں سے اساتذہ کی طرف سے طلباء کی طرف سے، دارالعلوم کی طرف سے صمیم قلب سے مرحبا اور خوش آمدید کہتا ہوں　بارك الله فی قدومکم بارك الله فی فیوضاتکم الی یوم القیامة

حصول علم کے آداب، فضائل اور اسلاف کے کارنامے

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد و ارشادات

الحمد لله وکفیٰ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذباللّٰهمن الشیطن الرجیم بسم اللّٰهالرحمٰن الرحیم وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ، سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ　اللهم صلی علی سیدنا محمد وّعلی الِ سیدنامحمد وّبارك وسلم

طلب علم کی فضیلت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا العلم نورٌعلم ایک روشنی ہے ایک نور ہے جو سینوں کو منور کر دیتا ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آتا ہے اس لئے علم حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ ہوتا ہے اللہ طلباء وعلماء سے اتنی محبت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاالذی یستغفر للعالم کل شیء حتی الحیتان فی جوف البحر ہر چیز عالم کے لئے استغفار کرتی ہے حتی کہ سمندر کے اندر مچھلیاں بھی اسکے لئے استغفار کرتی ہے،آپ غور کیجئے کہ اللہ رب العزت کو کتنی محبت ہے طالب علم اپنے کمرے، جماعت میں حدیث پڑھ رہا ہوتا ہے اور پانی کے اندر مچھلیاں اس کے لئے استغفار کررہی ہوتی ہے اس کی طرف سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من خرج فی طلب العلم فھوفی سبیل اللہ حتی یرجع جو علم حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک لوٹ کر اپنے گھر واپس نہیں آتا۔ہم دعوت وتبلیغ کیلئے نکلتے ہیں تو سب لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلو اللہ کے راستے میں نکلو، بالکل ٹھیک وہ بھی اللہ کا راستہ ہے لیکن اس سے زیادہ سند طلباء کے پاس ہے اللہ کی راہ وہ ہے کہ جن کے بارے میں زمانہ نبوت سے یہ بات نکلی کہ جو علم کی طلب کیلئے گھر سے نکلتا ہے فھوفی سبیل اللہ حتی یرجع وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے جب تک لوٹ کر واپس نہیں آجاتا،طالب علم اپنے کمرے میں سو بھی رہا ہو تو بھی اس کو اللہ کے راستے میں نکلنے کا ثواب ملتا ہے۔عبادت کررہا ہو یا عبادت نہ بھی کررہا ہو تو بھی اللہ کے راستے میں نکلنے کا اس کو ثواب ملتا ہی ہے جیسا معتکف کو الگ ثواب ملتا ہے۔

طالب علم سے فرشتوں کی محبت

ایک رات کی نیت کی وجہ سے تو طالب علم کی نیت کی وجہ سے بھی طالب علم کو ثواب ملتا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من سلك طریقایطلب فیه طلب العلم سهل الله له طریقا الی الجنة کہ جو بندہ علم حاصل کرنے کیلئے نکلا اس کے بدلے میں اللہ اس کیلئے جنت میں جانے کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں آپ گھر سے مدرسے میں آئے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپ کا جنت میں پہنچنا آسان کر دیا، بلکہ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے من کان فی طلب العلم کان جنة فی طلبه کہ جو بندہ علم کی طلب میں ہوتا ہے جنت اس شخص کی طرف طلب میں ہوتی ہے۔جنت طلب کرتی ہے اے اللہ! اس بندے کو جلد میرے اندر بھیج دیجئے! کتنا بڑا مقام ہے طالب علم کا کہ جنت اس کیلئے تمنا کرتی ہے اے اللہ! طالب علم کو جلدی میرے اندر بھیج دیجئے! حضرت

صفوان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایامامن رجل خرج من بیتہ لیطلب العلم کہ جو بندہ علم حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے الا وضعت له الملائکة اجنحتها رضی لمایصنع تو فرشتے اس طالب علم سے محبت کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں اب یہ بات طالب علم سن کر حیران ہوتے ہیں فرشتے معصوم طالب علم کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں جی! دنیا کا دستور ہے اظہار محبت کے لئے گورنمنٹ کے بڑے بڑے جو آفیشل Offical آتے ہیں ان کیلئے ریڈ کارپٹ بچھائے جاتے ہیں فلاں ملک کا صدر آیا تو جہاز کے آگے ریڈ کارپٹ بچھایا گیا تھا استقبال کیلئے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ بادشاہوں نے اپنے محبوب کیلئے اس کے راستے میں پھولوں کی پتی بچھائی اتنی ٹن پھولوں کی پتیاں بچھائی کہ میرے محبوب نے آنا ہے۔شاعر نے کیا خوب کہا ہے......

اے باد صبا کچھ تو نے سنا مہمان جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھانا راہوں میں ہم پلکیں بچھانے والے ہیں

اگر دنیا کے لوگ اپنے محبوب کے راستے میں پلکیں بچھانے کو تیار ہے تو فرشتے نے اگر ایک طالب کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھادی تو کون سی تعجب کی بات ہے یہ ان کی محبت ہے طالب علم کے ساتھ؟

عالم کی فضیلت عابد پر

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایافضل العالم علی العابد کفضل القمرلیلة البدر علی سائر الکواکب کہ جس طرح تمام ستاروں پر چودھویں کے چاند کوفضیلت حاصل ہے اسی طرح عبادت گذاروں کے اوپرایک عالم کوفضیلت حاصل ہوتی ہے۔سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء کہ آسمان پر جیسے ستارے ہیں اوران کوآسمان پرفضیلت حاصل ہے علماء اس زمین کے ستارے ہیں ان کی وجہ سے زمین کوفضیلت حاصل ہے اللہ تعالیٰ جس بندے کوچن لیتے ہیں تواسکو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں، چنانچہ جتنے عربی مدارس کے طلباء ہیں یہ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ،قرآن مجید سے اس کی دلیل ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (الفاطر:۳۲) کہ ہم نے اپنی کتاب کاوارث تم میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا تھا، مصطفیٰ کہتے ہیں کہ جو چنا ہوا ہوتو یہ طلباء اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہیں اللہ نے ان کو دین کیلئے چن لیا ہے۔

تاریخ اسلام کا پہلا مدرسہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلے وہاں ایک مدرسہ

قائم فرمایا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جوظاہراً تو ایک بے نام مدرسہ تھا اس کا نام نہیں تھا لیکن ایک چھوٹی سے اونچی جگہ تھی جسے چبوترا کہتے ہیں عربی میں اس کو صفہ کہتے ہیں وہاں پر صحابہ کرام اکھٹے مل بیٹھتے تھے ان میں سے مہاجرین بھی ہوتے تھے اور انصار بھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر انکو دین سکھاتے تھے۔ آج کے دور میں اگر جامعہ کو نام دینا چاہے تو ہم اس کو جامعہ صفہ کہہ سکتے ہیں وہ اس وقت کا جامعہ صفہ تھا یہ تاریخ اسلام کا پہلا مدرسہ تھا جس کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا اس میں ایک ہی معلم اعظم تھے اور وہی مرشد اعظم تھے اور وہ اللہ کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انما بعثت معلما میں معلم بنا کر دنیا میں مبعوث ہوا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو دین سکھاتے تھے۔

مدرسہ صفہ کے اوقات

ہر مدرسہ کیلئے ٹائم ہوتی ہے صبح ۸ سے لیکر دن کے دو بجے تک لیکن یہ وہ مدرسہ تھا کہ جس کی ٹائمنگ ۲۴ گھنٹے تھی، دن کے اوقات نہیں تھے دن میں بھی تھے اور رات میں بھی تھے چنانچہ نبیؐ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لائے تو آپ نے دیکھا سیدنا صدیق اکبرؓ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں کہ آپ تو سری طریقے سے اداء کررہے ہیں، قریب ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نوافل پڑھ رہے تھے اور وہ جہر سے قراء ت کررہے تھے، جب دونوں حضرات نے نماز پڑھ لی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا پوچھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہ ابوبکر! آپ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا: رسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو سینوں کی بھید جانتی ہے مجھے اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ عمر! آپ اتنا اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ اے اللہ کے محبوب! میں سوتوں کو جگا رہا تھا، شیطان کو بھگا رہا تھا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دونوں کو سمجھایا کہ ابوبکر! آپ تھوڑا سا جہر کرلیا کریں اور عمر! آپ تھوڑا سا آہستہ پڑھ لیا کریں تو رات کے وقت بھی اس مدرسہ میں تعلیم جاری تھی دین سکھایا جارہا تھا۔

اصحاب صفہ سے اللہ کی محبت

یہ طلباء اللہ کو اتنے پسند تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اے محبوبؐ! اپنے آپ کو ان کے پاس بٹھایئے، آپ تشریف لے جائیں اور ان کے پاس جا کر بیٹھئے، یہ علم کی طلب کیلئے حاضر ہوئے ہیں اور اس طرح بٹھائے کہو لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الکھف: ۲۸) ان کے چہروں سے آپ کی نظر ہٹ ہی نہ پائے تو طالب کے چہرے کو تھکنا یاد رکھے، جب کسی بھی جگہ علم پڑھایا جاتا ہے تو ایک مدت کے بعد امتحان ہوتا ہے، اس مدرسے میں بھی امتحان ہوا کئی دفعہ ممتحن باہر سے آتے ہیں کئی دفعہ مدرسے کے اپنے اساتذہ ہوتے ہیں اس مدرسے کے ممتحن کون تھے اللہ رب العزت تھے

اللہ رب العزت فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (الحجرات:۳) یہ وہ لوگ تھے جن کا امتحان اللہ نے لیا سوچئے! ان کے معلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کے جو ممتحن ہے وہ اللہ رب العزت ہے اوران کا جوکورس ہے اس کا نام ہے کتاب اللہ اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے جب ان کا امتحان لیا تو پیپر کا نام کیا تھا؟انسان کا قلب اس میں اللہ نے تقویٰ کو دیکھا فرمایا وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (الفتح :۲٦)اوراللہ نے ان کوتقویٰ کے اوپر جمائے رکھا اورواقعی وہ اس بات کے حقدار تھے کہ تقویٰ ان کونصیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ ان کے دلوں میں تقویٰ بھرا ہوا ہے، ان کی کامیابی بھی اور جب بھی طالبعلم امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تواس کو انعام دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان طلباء کو انعام دیا اور ایسا انعام دیا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ملا، فرمایا کہ میں محبوب ؐ کی ان شاگردوں سے اتنا خوش ہوا ہو کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوگیاسبحان الله الله اکبر!!یہ وہ ہستیاں تھی جن کو دنیا میں اللہ نے اپنی رضا کا پیغام دیکراعلان فرمادیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ آپ سوچئے!وہ کیا عظیم ہستیاں ہونگی کہ دنیا میں اللہ رب العزت ان کے لئے رضا کا اعلان فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن ام مکتوم کی والہانہ طلب

ان میں ایک شاگرد کا نام تھا عبداللہ ابن ام مکتوم ،ظاہر کی آنکھوں سے وہ نابینا تھے مگر دل کے بینا تھے اورطلب بڑی تھی ان کے اندر، ایک مرتبہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ چاہتے تھے کہ میں اپنے استاد سے کوئی بات سیکھو تو نابینا آدمی تیز تیز چلتے ہوئے آئیں، وہ اب دیکھ تو نہیں سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلے کون بیٹھا ہوا ہے ۔عجیب بات مشرکین مکہ کچھ آئے ہوئے تھے اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مشرکین کی دعوت دے رہے تھے،اب ایسے وقت میں جب یہ طالب علم پہنچا تواس نے سوال پوچھنے کی کوشش کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انتظار کروایا، کہ آپ انتظار کرلیں میں پہلے ان لوگوں کو سمجھالوں اور یہ صحیح بات تھی ایک ڈاکٹر کے پاس نزلہ زکام کا مریض آئے اوراس وقت کوئی کینسر کا مریض بیٹھا ہو تو ڈاکٹر کس کو پری آرٹی preorty دے گا،کس کو جلد چیک کرے گا؟ کینسر کے مریض کو جلد چیک کرے گا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کی جان ہی چلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی یہی چاہتے تھے کہ مشرکین مکہ ایمان حاصل کرلیں۔ایسا نہ ہو کہ ایمان حاصل کئے بغیر دنیا سے چلے جائے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلے attend معائنہ کروایا اوراس صحابہ کو تھوڑا انتظار کروایا،لیکن اس کا انتظار کرنا اللہ کو عجیب لگا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے محبوبانہ خطاب فرمایا عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ

یَسْعٰی وَھُوَ یَخْشٰی فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَھّٰی(عبس:۱تا۱۰)ان آیات کا ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اللہ نے ایسا خطاب فرمایا تو یہ اس طالب علم کی طلب تھی جو اللہ کو پسند آئی۔

حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ کو اللہ کا پیغام

کہتے ہیں کہ ایک اور طالب علم تھے حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ ابن کعب مجھے سورۃ البینۃ سناؤ عرض کیا اے اللہ کے حبیب! قرآن تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا میں آپ کے سامنے سناؤ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ایسے الفاظ فرمائے جس سے ابن کعب رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ نبی ؐ کو اوپر سے حکم ہوا ہے تو جب مجھے یہ محسوس ہوا کہ اوپر سے حکم ہوا ہے تو میں نے ایک سوال پوچھا کہ اللّٰہ سمانی اللہ کے حبیب! کیا اللہ نے مجھے نام سے پکارا ہے؟ نبیؐ نے جواب میں کہا نعم اللّٰہ سماك ہاں! اللہ نے تیرا نام لے کر کہا کہ ابن کعبؓ اللہ کو کہو وہ سورۃ البینہ سنائیں، محبوب! آپ بھی سنیں گے میں پروردگار بھی سنوں گا، سبحان اللہ! آپ سوچئے! وہ کیا طلباء تھے جن سے قرآن کی سننے کی فرمائش خود رحمان بھیجتے تھے، اللہ!

مدرسہ صفہ کے مطبخ کا نظام

یہ بنین کا مدرسہ تھا جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر قائم تھا، اچھا! اس میں کوئی مطبخ نہیں تھا، نہ ہی کوئی طباخ تھا، طلباء اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے تھے، مل جاتا تو کھالیتے نہیں ملتا تو فاقہ ہوتا، اس مدرسہ میں ایسا طالب علم بھی تھا کہ جس کے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہوتا تھا، وہ فرماتے ہیں میرا پیٹ خالی ہوتا تھا حتیٰ کہ مجھ سے کھڑا ہونا بھی مشکل ہوتا تھا، مجھے زمین پر لیٹنا پڑتا تھا بھوک کی وجہ سے، جو اس جماعت میں سب سے زیادہ بھوکا رہنے والا طالبعلم تھا، وہ سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

تاریخ اسلام کا پہلا بنات کا مدرسہ

جو بنات کا مدرسہ تھا، وہ نبی علیہ السلام کے گھر میں تھا۔ چنانچہ امہات المؤمنین جتنی بھی تھی وہ طالبات تھی فی المدرسة النبوی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبی علیہ السلام کے مدرسہ میں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے تو بنین کو دین سکھاتے، گھر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کو دین سکھاتے، انہوں نے بھی دین سیکھا اور دین سکھایا، ان میں سے علم میں رموز واسرار سب سے زیادہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حاصل کیں اور فقہ کا علم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سب سے زیادہ حاصل کیا۔ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی مگر ان میں سے جو صاحب فتویٰ عالم

تھے۔ان کی تعداد ۱۵۰ تھی یہ علماء تھے باقی صحابہ ان سے مسئلہ پوچھتے تھے اور عمل کرتے تھے اور فرماتے ہیں ان ۱۵۰ میں کچھ حضرات اعلم تھے، وہ بڑے مفتی تھے، اگر ان کا کوئی قول آجاتا تھا تو باقی حضرات رجوع کرلیا کرتے تھے، ان کی تعداد ۱۴ تھی اور ان چودہ میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھی اتنا دین سیکھا کہ ان کا شمار بڑے فقہاء میں ہونے لگا، صحابہؓ بھی ان سے سیکھتے تھے، تابعین رحمہم اللہ بھی سیکھتے تھے۔

مدارس دینیہ اس سلسلۂ تسلسل کی کڑیاں

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھایا، پھر یہ سلسلہ چل پڑا، امت کے اندر آج جتنے مدارس ہیں وہ اس نور سے پھوٹی ہوئی کرنوں میں سے ایک کرن ہے، یہ آپکا جو مدرسہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ہے یہ اسی نور سے پھوٹی ہوئی ایک کرن ہے جو یہاں پر اللہ نے روشن فرمادی ہے اور ان طلباء کو اُن طلباء کے ساتھ ایک روحانی نسبت ہے، امت نے علم کی طلب میں بہت محنت کی ہے، مجاہدہ کیا ہے، ہمارے اکابرین علم کی طلب کیلئے ہزاروں میل کا سفر پیدل طے کرکے جایا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے اساتذہ اور ان کے شاگردوں کی تعداد

امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک شاگرد بڑے نواب کے بیٹے تھے، ان کا نام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تھا، انہوں نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا، اپنے بارے میں سوچیں! ہم نے اپنے زندگی میں جتنے اساتذہ سے پڑھا ہوگا، ان کی تعداد ایک سو بمشکل سے ہوگی یا اگر کسی نے بہت زیادہ مختلف مدارس میں پڑھا تو دوسو ہوجائیگی تو ہمارے اساتذہ کی تعداد ایک سو یا دوسو اور ان کے اساتذہ کے تعدار چار ہزار محدثین جن سے انہوں نے علم حاصل کیا اور پھر اللہ نے قبولیت ایسی عطا فرمائی کہ طلباء کا رجوع ان کی طرف بہت زیادہ تھی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں چالیس ہزار طلباء ان سے پڑھتے تھے، آپ دیکھئے! دارالعلوم حقانیہ میں دورہ حدیث میں ۱۵ سو طلباء ہیں اور یہ بہت بڑی تعداد ہیں دارالعلوم دیوبند میں بھی تقریباً اتنی ہی تعداد ہیں ۱۵۰۰ کی، ہاں! بنگلہ دیش میں ایک مدرسہ ہے اس عاجز کو وہاں جانے کی توفیق ہوئی اور وہاں پر جب دارالحدیث میں بیان کیا تو سمجھ ہی نہیں تھی، اتنا مجمع تھا انہوں نے کہا ہمارے دورہ حدیث میں چار ہزار طلباء ہوتے ہیں، چار ہزار طلباء دورہ حدیث میں ہیں اور بہت سارے طلباء ایسے ہیں جو دوسرے مدرسے میں دورہ حدیث مکمل کرکے عالی سند کرنے کیلئے ان محدث کے پاس پڑھنے کے لئے آئے تھے کیونکہ وہ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے پڑھے ہوئے تھے، اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ کی محفل میں چالیس ہزار طلباء ہوتے تھے اس زمانے میں یہ ساؤنڈ سسٹم تو نہیں تھا تو وہ حدیث سناتے تھے، اور لوگ مکبّر کی طرح حدیث آگے مجمع کو سناتے تھے۔حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ جو مکبّر لوگ تھے ان کی تعداد بارہ سو ہوا کرتی تھی، بارہ سو مکبّر ہوتے تھے اتنا مجمع ہوتا تھا۔

عبداللہ بن مبارکؒ درسی حلقے اور ان کی تقویٰ

اور اللہ نے ان کو ایسا تقویٰ عطا کیا تھا کہ ان کے ایک دوست ہے اسماعیل رحمہ اللہ وہ فرماتے ہے کہ میں حیران ہوتا تھا جن اساتذہ سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے پڑھا وہ ان سے پہلے بھی پڑھاتے تھے مگر ان پر ہجوم اتنا زیادہ ہے کہ ہمیں کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی زندگی کو دیکھا، کہتے ہیں میں نے دو سال انکی زندگی کو قریب سے دیکھا اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ عبداللہ بن مبارک کی زندگی میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں صرف ایک فرق تھا کہ صحابہ کرامؓ کو نبی علیہ السلام کے دیدار کا شرف حاصل تھا جو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو حاصل نہیں تھا، اس کے علاوہ ان کی زندگی میں اور اُن کی زندگیوں میں مجھے کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا، اتباع سنت ایسی تھی جو حضرات اللہ کے ہاں قبول ہوئے ان کے طلب علم کو دیکھیں تو حیرانی ہوتی ہے۔

علم کیلئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مشقتیں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے استاد کے پاس پڑھتے تھے کھانا پینا ختم ہو گیا فاقے شروع ہو گئے، ان کے ایک دوست کہتے ہیں کہ مجھے محسوس ہوا تو میں نے ان کو دعوت دی، کہ آپ میرے ساتھ کھانا کھا لیجئے، میرے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں ہیں، ہم مل کر کھالیں گے تو ہمارے حضرات کسی دوسرے سے امید بھی نہیں رکھتے تھے، اشتراک سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کیوں کسی پر بوجھ بنوں، امام احمد بن حنبلؒ نے انکار کر دیا وہ کہتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کئی دن گزر گئے، کچھ کھانے کیلئے نہیں تھا تو امام احمد بن حنبلؒ نے ایک کام تلاش کیا کہ میں کام اور مزدوری کرونگا، کچھ ملے گا تو کھالوں گا اور وہ مزدوری کیا تھی آج کل جس طرح ٹیکسی سٹینڈ، بس سٹینڈ ہوتے ہیں اس زمانے میں اونٹوں کے سٹینڈ ہوتے تھے اس جگہ پر سواریاں بیٹھی رہتی تھی، لوگ آتے تھے اونٹ کرایہ پر لے کر سفر کرتے تھے تو امام احمد بن حنبلؒ وہاں پر چلے جاتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے کہ بھائی! اگر سامان سواری پر چڑھانا ہے یا نیچے اتارنا ہے تو ایک مزدور موجود ہیں تو تھوڑی سی اجرت دے کر اپنا سامان اتروا تے تھے۔ دنیا کا کوئی بندہ نہیں جانتا تھا کہ یہ نوجوان بندہ جو اپنے سر پر بوجھل سامان رکھ کر لاد رہا ہے یا نیچے اتار رہا ہے آنے والے وقت میں امام احمد بن حنبل کہلائے گا، وہ دوست کہتے ہیں جب اتنی مشقت کے بعد کچھ تھوڑا کماتے ہیں اور کھاتے ہیں تو مجھے بڑی ہمدردی ہوئی میں نے سوچا کہ میں کیسے ان کو قائل کر سکتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ کھانا کھائے تو اللہ نے میرے ذہن میں ایک ترکیب ڈالی میں نے کہا احمد بن حنبل! تو دیکھیں، آپ کا خط بہت اچھا ہے اور مجھے ایک کتاب چاہئے اس

زمانے میں مخطوطات ہوتے تھے، ہاتھ سے کتاب لکھی جاتی تھی مطبوعات نہیں ہوتی تھی اور پرنٹنگ وغیرہ نہیں ہوتی تھی، تو میں نے کہا کہ آپ کتاب لکھ دیں اس کے بدلے میں اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلوں گا، وہ اجرت بن جائیگی آپ کی مزدوری کی، توامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے قبول کرلیااور باقی فارغ وقت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کتابت کرتے تھےاوراس کی اجرت پر کھانا کھالیا کرتے تھے،اس طرح انہوں نے اپنی طالبعلمی گزاری۔

علم کے لئے امام شافعیؒ کی مساعی

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے والد بچپن میں فوت ہوگئے تھے تو میں طالب علم تھااور یتیم تھا اور میرے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے کیونکہ والدہ کے پاس پیسے نہیں تھے وہ مجھے دے نہیں سکتی تھی اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ میں کاغذ اور قلم کہیں سے لے لیتااورنوٹ اس پر لکھتا تواس کیلئے میں کیا کرتا تھا بڑے جانوروں کی ہڈیاں تلاش کرتا تھا، اونٹ کی ران کی ہڈی، پسلی کی ہڈیاں بڑی بڑی جو ہوتی ہے ان کو گھر لاتا ان کو دھوتا اس سے جو Fat (چربی) تھی اسے ہٹا دیتا اوراسکو خشک کرتا اور جب وہ خشک ہوجاتی تھی تو ان ہڈیوں کے اوپر میں اپنے نوٹس لکھ لیا کرتا تھااوران کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا کرتا تھا کون جانتا تھا کہ یہ ہڈیاں تلاش کرنے والا بچہ جو ہے آنے والے وقت میں اسے امام شافعی کہا جائے گا خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حج کیا مجھے منیٰ میں ایک بوڑھا ملا اور مجھے دیکھتے ہی مجھ سے کہنے لگا تم میری دعوت قبول کرو میں نے بلا جھجک اور بلا تکلف کہہ دیا، میں قبول کرتا ہوں بڑے میاں نے اپنی گٹھڑی کھولی اس میں خشک روٹی کے ٹکڑے تھے، وہ ایک دسترخوان کے اوپر رکھ دیئے اور مجھے کہنے لگے لڑکے! کھاؤ، میں نے خشک روٹی کے ٹکڑے کھانے شروع کردیئے، بڑے میاں کہنے لگے لڑکے! تم مجھے قریشی نظر آتے ہو، میں نے کہا ہاں! خاندان تو وہی ہے آپ کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا یہ جو قریش ہے یہ دعوت دینے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں اور قبول کرنے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں تو مجھ تمہاری بے تکلفی سے اندازہ ہوا کہ یہ اس خاندان کا بچہ ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا میں مدینہ سے آیا ہوں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مدینہ میں امام مالکؒ ہیں، مجھے ان کے بارے میں کچھ بتاؤ، ان سے مجھے زیادہ انٹرسٹ (دلچسپی) تھی کہ ان کی مجھے معلومات ہو، وہ محدث بھی تھے، فقیہ بھی تھے تو بڑے میاں نے کچھ باتیں سنائی اور محسوس کیا کہ اس نوجوان کو امام مالک رحمہ اللہ کی ذات سے بڑی گہری دلچسپی تھی تو بڑے میاں نے کہا کہ نوجوان! ہمارے ساتھ ایک آدمی مدینہ سے حج کیلئے آیا تھا۔ وہ فوت ہوگیا تھا حج کے دوران، اب اس کی سواری خالی ہے اگر تم ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہو تو ہم اس کے اونٹ آپ کو پیش کرتے ہیں آپ کو سواری مل جائیگی ہمارے ساتھ مدینہ پہنچ جاؤ گے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا سفر مدینہ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، میں نے ہاں کردی۔ میں قافلہ کیساتھ سفر کرتے ہوئے سولہ دن میں مکہ سے مدینہ پہنچا، آج کل تو چار گھنٹے میں پہنچ جاتے ہیں نا! طریق ہجرہ سے ائیر کنڈیشن گاڑیاں بھاگ رہی ہوتی ہے مگر جب اونٹوں پر سفر ہوتا تھا تو سڑکیں نہیں ہوتی تھیں، پہاڑ پر چڑھنا ہوتا تھا، اترنا ہوتا تھا، ٹائم لگتا تھا تو فرماتے ہیں مجھے مکہ سے مدینہ پہنچنے میں سولہ دن لگے مگر ان سولہ دنوں میں سولہ مرتبہ میں نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا، سبحان اللہ! ہر روز ایک قرآن مجید پڑھنے کا معمول تھا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد نبوی پہنچا تو نماز کا وقت تھا، ہم نماز میں شریک ہوئے جیسے ہی نماز ختم ہوئی، میں نے ایک اونچے قد کے بندے کو دیکھا جس نے تہہ بند باندھی تھی اور ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی وہ کھڑا ہوا، ایک جگہ پر بیٹھ کر کہنے لگا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میں سمجھ گیا کہ یہ امام مالک رحمہ اللہ ہوں گے، میں بھی بیٹھ گیا اس زمانے میں امام مالکؒ املاء کروا رہے تھے وہ خطیب بیان فرماتے اور طلباء ان سے سن کر لکھ لیا کرتے تھے نوٹ بنالیا کرتے۔ (جاری ہے)

(فتاویٰ عثمانیہ اشتہار)